Lesson 7: Nahl (Ayaat 96- 113): Day 27 سُوۡرَۃُ النّحل کی تفسیر

یہ آیت دین کے اصول مرتب کرتی ہے اپنے موضوع کے اعتبار سے بہت اہم آیت ہے۔

اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَجَادِلۡہُمۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّکَ ہُوَ اَعۡلَمُ بِمَنۡ ضَلَّ عَنۡ سَبِیۡلِہٖ وَہُوَ اَعۡلَمُ بِالۡمُہۡتَدِیۡنَ ﴿۱۲۵﴾

(اے پیغمبر) لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ۔ اور بہت ہی اچھے طریق سے ان سے مناظرہ کرو۔ جو اس کے رستے سے بھٹک گیا تمہارا پروردگار اسے بھی خوب جانتا ہے اور جو رستے پر چلنے والے ہیں ان سے بھی خوب واقف ہے ۔

ایک بزرگ کا جب دنیا سے انتقال ہونے لگا تو کسی نے کہا کہ آپ نے اتنی لمبی زندگی گزاری ہے تو ہمیں کوئی نصیحت کیجیۓ۔ تواُنہوں نے اس وقت نصیحت کی کہ کاش کوئی سورۃ نحل کی ان آخری آیتوں کو تھام لے۔ یہ آیتیں ہمیں دوسروں کو دین کی دعوت دینا سکھاتی ہیں۔ دعوت کے نام سے بہت سارے جذبات دل میں اُبھرتے ہیں کہ ہم کیسے دعوت دیں۔ لیکن جب ہم دعوت دینے کی کوشش کرتے ہیں تو ہمیں لوگوں کے ری ایکشنز نظر آنے لگتے ہیں تو ان آیتوں کی روشنی میں ہم سیکھیں گے کہ دعوت کیسے دینی چاہیے۔

اگر بچوں کو نماز کا کہیں یا شوہر کو کسی بات پہ ٹوکیں تو گھر میں جھگڑے شروع ہو جاتے ہیں۔ پہلی بات کہ لفظ دعوت بہت وسیع لفظ ہے۔ اس کا تعلق ہر انسان کے اپنے عمل سے شروع ہوتا ہے جس کا اثر وہ دوسروں پہ چھوڑتا ہے اور پھر اس کا تعلق بڑی بڑی جماعتوں اور گروہ کی

صورت میں بھی سامنے آ جاتا ہے۔ تو ہر بندے کی دعوت اس کے اپنے ماحول اور حالات کے مطابق ہوتی ہے ان آیات میں تدریجاً تین مراحل بتائے گئے ہیں۔

1۔پہلا اُدۡعُ اِلٰى سَبِيۡلِ رَبِّكَ لوگوں کو اللہ کے راستے کی طرف دعوت دیجئے۔لفظ اُدۡعُ واحد ہے۔ شروع میں دعوت دینے والا اکیلا ہوتا ہے جیسے کہتے ہیں۔ تنہا چلے تھے ،لوگ ملتے گئے اور قافلہ بنتا گیا۔جب یہ بات سمجھ آجائے توپھر کام کرناشروع کر دیناچاہیئے۔ اس کے لیے کسی ٹیم کا انتظار کرنا ،کوئی ٹائٹل ملنا ،کسی شہر میں اس کی شہرت ہونا یہ شرط نہیں ہے۔ ابتدائی درجے پرجب انسان دین کی دعوت دیتا ہے تو اس کو دعوت کہتے ہیں،پبلک کو ،عام لوگوں کو، نئے لوگوں کو دین کی طرف بلانا اس کو دعوت کہتے ہیں اور اسی کو یہاں حِكۡمَةِ کہا گیا ہے۔لفظ حکمت قرآن پاک میں مختلف جگہوں پر آیا ہے اور اس کو خَيۡرًا كَثِيۡرًا بھی کہا گیا سورہ بقرہ آیت نمبر 269 میں اللہ تعالی فرماتے ہیں وَمَنۡ يُّؤۡتَ الۡحِكۡمَةَ فَقَدۡ اُوۡتِىَ خَيۡرًا كَثِيۡرًا، اور جس کو دانائی ملی بے شک اس کو بڑی نعمت ملی۔

قرآن پاک میں سورۃ بقرہ آیۃ129،سورۃ ال عمران 164 اور سورۃ جمعہ آیۃ2میں مراحل اور درجات کا ذکر ہے۔ جن کے تحت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کی تربیت کی تھی اور یہ آپ کی تربیت کا اثر تھا کہ آپ کے بعدلوگوں نے کئی نسلوں تک اس پیغام کومن وعن رکھا۔بعد میں نئےلوگ آتے گئے اور شمع سے دُوری کی وجہ سے اندھیرے بڑھتے گئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بنیادی چیز حکمت تھی۔ وہ کون سی چیز ہے جو دعوت کو مؤثر بناتی ہے تو ابتدائی درجے پر جب کسی نئے بندے کو دین کی دعوت دیں تو پھر حکیمانہ

دعوت دینی چاہیے۔ یہ تب ہو گی جب لوگوں کو کچھ پتا ہی نہیں ہے، اُس وقت آپ حکمت سے بات کریں۔ اس دعوت میں چھوٹا بچہ بھی ہے جس کو نمازی بنانا چاہتے ہیں ،اور وہ چھوٹی بچی بھی ہے جس کو آپ حجاب پہنانا چاہتی ہیں ۔تو ابتدائی درجے کی دعوت میں ضرور حکمت ہونی چاہیے۔ حکیمانہ انداز ہو۔ نعمتوں کا ذکر کریں ۔حکمت کا تقاضا ہے کہ بولنے والا کم بولے، اور سننے والا زیادہ سنے۔ اُنہیں بتائیں کہ اپنے اندر جھانکیں۔ اللہ کو پہچانیں۔ اللہ نے تمہارے اندر بہت وسعتیں رکھی ہیں۔ جیسے کے شاعر نے کہا ہے۔

اپنے ہی من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی۔

شروع میں دعوت دیتے ہوئے بات بہت نرم کرنی چاہیے۔ اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ اگلے کو بات بُری نہ لگے۔

2۔دوسرا درجہ ان لوگوں کا ہے جن کو بہت دفعہ دعوت دے چکے ہوتے ہیں اور اس میں بہت سے اِدھر اُدھر گھر کے اور معاشرے کے اور دوست احباب آجاتے ہیں۔ ان کے ساتھ درجہ دعوت سے اُوپر اُٹھ کے دین کو نافذ کرنے کا جذبہ ہوتا ہے۔ہم اکثر سُنتے ہیں کہ اسلام نافذ کرو تو یہ اسلام ذات پہ نافذ کرنا ہوتا ہے۔اس میں انداز حاکمانہ ہوتا ہے۔پہلا حکیمانہ انداز تھا تو اب حاکمانہ انداز اختیار کریں۔ کیوں کہ پانچ دس سال سے دین سے جُڑے لوگ بھی بے عمل ہیں تو اب تھوڑی سختی کی جائے گی۔اب اُنہیں حکم دیں۔ ایسے لوگوں کو دعوت دیتے ہوئے عمل کی رغبت دلائیں ، عمل کے نقطے واضع کریں اور کبھی بھی لوگوں کو جھوٹی تسلیاں نہ دیں، دوٹوک بات کریں۔

3۔اس سے بھی اوپر آخری اور تیسرا درجہ۔ سارے حکموں کے باوجود اور ساری باتوں کو سننے کے باوجود کوئی نہیں مانتا تو پھر آخری درجہ ،جب خیر ہی باقی نہ ہو۔اس کو مہاجرہ کہتے ہیں یعنی ہجرت کا راستہ ،چھوڑنا یعنی اتمامِ حجت۔ اس میں انداز لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ والا ہوگا تمہارا دن تمہیں مبارک اور میرا دین میرے لئے۔یہ جدائی کا انداز ہے۔یہ وہی انداز ہے جو نبیوں نے اپنے آخری دور میں استعمال کیا تو جاؤں پھر تم بھی انتظار کرو اور میں بھی دیکھتا ہوں تمہارے اوپر کیا سختیاں آنے والی ہیں۔ گویا کہ یہ آخری درجہ ہے، پہنچانے والوں نے پہنچانے کا حق ادا کر دیا اور جھٹلانے والوں نے جھُٹلانے کا حق ادا کر دیا۔

ترتیب سمجھ لیں۔پہلا درجہ حکمت کا،دوسرا درجہ حکم یا حاکمیت کا اور تیسرا درجہ اُنکو اُنکے حال پہ چھوڑ دیں،جو کرنا چاہتے ہیں کرنے دیں۔

عام لوگوں کی دعوت میں یہ غلطی ہوتی ہے کہ وہ پہلا اور دوسرا درجہ چھوڑ دیتے ہیں،پہلے ہی درجے پر مہاجرین والا انداز اختیار کر لیتے ہیں۔شروع میں ہی طعنے،اللہ پوچھے گا،آگ میں جاؤگے۔ نبیوں نے جو چالیس سال دعوت کے بعد لوگوں کو دھمکیاں دیں ،ہم وہ پہلے درجے پر ہی دینے لگ جاتے ہیں ۔پھر دین کی دعوت مؤثر نہیں رہتی ۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کہتے ہیں کہ لوگوں کو پہچانو۔دعوت کا کام اتنا محتاط طریقے سے کرنے والا ہے کہ جیسے گوشت کاٹنا۔جیسے فروٹ والی چھُری سے آپ گوشت نہیں کاٹ سکتے۔ جب ہم کسی کی برائی پر تنقید کرتے ہیں تو ہم اس کو بھی گوشت کی طرح کاٹتے ہیں ۔اگر آپکو کوئی تنقید کرے تو آپکو بالکل اچھا نہیں لگے گا تو جب آپ کی تنقید سے کسی پر چوٹ پڑے تو پھر پھاہا بھی رکھ دیں۔

ایک حکیم والا کام کرنا پڑے گا۔ حکیم پہلے نشتر لگاتا ہے پھر اس کے اوپر پھاہا رکھ دیتا ہے۔ اگر تنقید کی ضرورت بھی پڑھے تو ایک جملے میں اس کی تنقید کرکے دو جملے اس کی تعریف میں بولیں ۔اس انداز سے اگر لوگوں کو فائدہ دیں گے تو لوگ آپ کی حمایت میں ہوں گے۔جب ماں بچے کو نہلانے لگتی ہے تو پہلے ہاتھ پانی میں ڈال کے چیک کرتی ہے کہ پانی زیادہ گرم تو نہیں ہے ۔دعوت دیتے وقت پہلے فیل کیجیے کہ آپ کا مریض کس درجے کا ہے۔ایسے ہی جب ڈاکٹر کے پاس کوئی مریض جاتا ہے تو ڈاکٹر اس کو پکڑ کر انجکشن نہیں لگاتا۔ پہلے اس کا ٹیسٹ کرتا ہے۔ جب ایک ڈاکٹر یہ کام کرے تو روحانی ڈاکٹر جس کو' مبلغ' بھی کہتے ہیں اس کو بھی یہی کام کرنا چاہیے ۔

1۔اس کے لیے سب سے پہلے انسان کو اُدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ یہ دعوت کا پہلا قدم ہے ۔ دعوت انوائٹ کرنے کو کہتے ہیں ۔جب بھی لوگ انویٹیشن دیتے ہیں تو انداز کیسا ہوتا ہے، ہم اس میں کتنے میٹھے میٹھے لفظ لگاتے ہیں کہ آپ کی آمد ہماری خوشی کا ذریعہ اور جتنے نرم لفظ ہوتے ہیں اتنی ہی خوشگواری کا احساس ہوتا ہے۔ لوگوں کو جب دین کے نام پر دعوت دیں ،نئے لوگوں کو جب انویٹیشن کارڈ یا فلائر دیں تو کبھی بھی اس پہ ایک پوائنٹ بھی نیگٹو نہیں ہونا چاہیے۔ تھوڑی لیکن مختصر بات ہو۔پہلے دور میں لوگوں کا مزاج شاعری کا تھا۔شعر لکھتے تھے۔آج کے بچے یہ باتیں نہیں سمجھیں گے۔توجب کوئی فلائر بنائیں توسب سے پہلے چیک کریں کہ آپ کے آرڈیئینس کون ہیں۔اگر بزرگ ہیں توشاعری بھی لکھ دیں لیکن اگر نوجوان ہیں تو دو ٹوک بات لکھیں۔اُنہیں نفارمیشن دیں۔مردوں کوبات سُنانی ہے توسیدھی بات کریں۔وہ ادھر اُدھر

کی باتیں نہیں سُنتے۔جو بندہ سائیکالوجی جانتا ہے اُسے لوگوں کی سائیکی پڑھنی آتی ہے۔لوگوں کو پیار اور محبت سے بلائیں ۔خود سے پوچھیں کہ ہماری دعوت ناکام کیوں ہے۔کیامیں لوگوں کے مزاج کو سمجھے بغیر دعوت دیتی ہوں۔

بعض لوگ انویٹیشن کارڈ اس طرح چھپواتے ہیں کہ لکھاہوتاہے صرف دینی بہنوں کے نام،تو پھر بے دینی بہنیں کہاں جائیں گی۔دعوت نامہ خوبصورت ،عام فہم ہو۔ سمپل ہو ،وحشت والا انداز نہ ہو۔ ایسی بات کریں جس سے شہد ٹپکے، شوق پیدا ہو۔یہ سب حکمت کی باتیں ہیں۔اسلام کی پہلی وحی بِاسۡمِ رَبِّكَ الَّذِىۡ خَلَقَۚ تھیں اس میں نہ تو جنت کی بات تھی ،اور نہ جہنم کی تھی ۔

دعوت دینے والے کا پہلا کام یہ ہے کہ بندے کو مائل کرے۔ اٹریکشن پیدا کرے ،قائل نہ کرنے لگ جائے۔جب سٹیپس کو سامنے رکھیں گے تو پھر بات صحیح ہو گی۔آج امت مسلمہ کے بہت سارے لوگوں کو تو پتہ ہی نہیں ہے کہ اللہ کیا ہے۔ پہلے لوگوں کی اجنبیت دور کریں۔ جب چھوٹے چھوٹے بنیادی قدم اٹھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آسانیاں کر دیتے ہیں۔ جب بنیادی چیزوں کو چھوڑ کر آگے جائیں گے تو پھر ناکام ہوں گے ۔ہمارا انداز دھمکیوں طعنے اور الزام والا ہے انبیاء کرام اینڈ پہ کہا کرتے تھے ۔:۔اللہ نے اپنا تعارف کیسے کروایا بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ۔جب اللہ نے پیار دیا ہے تو ہم کیوں نہ پیار دیں۔ اپنا انداز شروع میں ہی ایسا کرلیں کہ لوگوں کو لگے کہ یہ ہماری ضرورت ہے اور جب کسی کو بلائیں تو کبھی بھی اس کو

یہ فیلنگ نہ دیں کہ آپ کو اس کی ضرورت ہے۔دوسروں کے حالات دکھا کر اللہ تعالیٰ ہدایت دے دیتا ہے۔ اس کو ھُدالبیانی کہتے ہیں ۔ بیان والی ہدایت۔

تو بات کا خلاصہ یہی ہے کہ لوگوں کو پہلے دکھائیں کہ رب کون ہے ؟

نبیوں کے خلاف لوگ بولتے تھے لیکن نبیوں نے کبھی کسی سے بدتمیزی نہیں کی تھی وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ کامقام آخر میں جا کر آتا ہے۔ پرہم ان باتوں کو شروع میں لے لیتے ہیں جب کبھی جھگڑے کی بات ہونے لگے تو پیچھے ہٹ جائیں۔

3۔ جو چیز آپ کو جتوائے گی وہ آپکااخلاق ہے۔ جس کو بھی دعوت دینی ہے اس کو لیٹ ڈاؤن نہ کریں۔اگرایک بچے کی بھی بے عزتی کریں گے تووہ بھی پیچھےہٹ جائے گا۔ اور حکمت کے اندر کچھ جنرل چیزیں بھی آتی ہیں ۔

جو درج ذیل ہیں۔

1۔پہلی بات کہ اندھا دھند تبلیغ نہ ہو۔

2۔ سب کو ایک لاٹھی سے نہ ہانکیں ۔

3۔اور چھوٹے بڑے کا لحاظ کریں۔ چیک کریں کہ آپکامدعُو کس درجے کا ہے ۔

چھوٹی سی مثال ہے۔کسی ملک کا ایک گاؤں ہے اور وہاں جانے کا کوئی راستہ نہیں ہے ۔ حکومت کہتی ہے کہ یہاں پہ ایک راستہ بنا دیتے ہیں ۔گورنمنٹ سڑک بنا دے وہ روڈ ان لوگوں کو کیا فائدہ دے گی جب تک ان کے پاس سواری ہی نہیں ہے ۔پھر آپ ان کو

سواری لے کر دیں ۔جب سواری کی بات آئے گی تو چیک کرنا ہو گا کہ کون کیا سواری چلا سکتا ہے۔جب دین کی دعوت دیں تو کہیں اِھۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ یہ ایک سڑک ہے جس پر لوگوں کو چلانا ہے پہلے مدوع کو دیکھیں کہ اس کا درجہ کیا ہے ؟پہلے چیک کریں کہ اگلے کی کپیسٹی کتنی ہے ۔دوسری چیز یہ ہے کہ نفس پہچانیں۔حکیم لوگ جو دوائیں دیتے تھے تو پہلے مزاج چیک کرتے تھے کہ ٹھنڈا ہے یا گرم کیونکہ اس سے دوا کا اثر بدل جاتا ہے۔ کچھ لوگ ٹھنڈے مزاج کے ہوتے ہیں اور کچھ گرم مزاج کے ہوتے ہیں۔ تو لہٰذا ٹھنڈے مزاج کو ٹھنڈی باتیں سُنائیں گے تووہ اور ڈھیلا ہو جائے گا۔ پہلے تھوڑا سا جوش دلائیں۔ اور اگر کسی کا مزاج پہلے ہی گرم ہے اور آپ اور گرم باتیں سُنادیں تو اس طرح بات بگڑ جائے گی۔

4۔ تیسری بات کہ بہت لمبی لمبی بات نہ کریں۔

5۔ چوتھی بات کہ آواز میں اتار چڑھاؤ ہو۔ کبھی اونچی کبھی دھیمی۔

6۔اسی طرح نبیوں کے طریقوں کو فالو کریں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کیا کہا قُلۡ هٰذِهٖ سَبِيۡلِىۡۤ اَدۡعُوۡۤا اِلَى اللّٰهِ عَلٰى بَصِيۡرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِىۡ‌ؕ کہہ دو میرا رستہ تو یہ ہے میں خدا کی طرف بلاتا ہوں (از روئے یقین وبرہان) سمجھ بوجھ کر میں بھی (لوگوں کو خدا کی طرف بلاتا ہوں) اور میرے پیرو بھی۔ طریقے سے بات کریں لیکن اگر کوئی نہ مانے بہت چڑے تو پھر وَجَادِلۡهُمۡ بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ۔ ایک سکالر کہیں گئے۔ درس کے لئے کھڑے ہوئے تو لوگوں نے عجیب وغریب باتیں کرنا شروع کر دیں۔ کوئی کچھ کہہ رہاہے، کوئی کچھ کہہ رہاہے۔ یعنی یہ گستاخی کی بات تھی۔ انہوں نے کہا کہ دیکھیں ٹاپک تو مجھے کوئی اور دیا گیا تھا لیکن میرا خیال ہے آپ لوگوں کو اخلاقیات پر درس دینے کی

ضرورت ہے اور اب میں آپ کو اخلاقیات پر درس دوں گا۔ کہتے ہیں یہ جملہ بولنے کی دیر تھی کہ ہال میں سناٹا چھا گیا۔ تو اگلے کو دیکھیں کہ وہ کیا ہے، اگر اس کے اندر بڑا بننے کا بھوت سوار ہے تو اسکو بھی نکالیں کامیاب استاد کو پتہ ہوتا ہے کہ کس طالب علم کو کس طرح سے لینا ہے۔

اگر کوئی بچہ دبا ہوا ہے تو اس کو اُبھاریں اور جو ابھرے ہوئے ہیں ان کو تھوڑا سا دبائیں تاکہ بیلنس رہے۔ اس کا فائدہ ان بچوں کو ہی ہو گا۔ اگر آپ سفر میں ہیں ساتھ بیٹھے مسافروں کو اچھے طریقے سے دعویٰ کی کوئی بات کریں۔ اپنے بچوں کو اعتماد دیں کہ وہ بھی دوسروں سے اچھے طریقے سے بات کریں اور انھیں بتائیں کہ جہاں جاؤ اپنا رنگ دو نہ کہ دوسرے کا رنگ لو۔

جب اس سفر میں چل پڑیں گے تو اللہ ضرور حکمت دے گا۔ انشاءاللہ